فضائلِ عمامہ

شیخ التفسیر علامہ ابوالصالح
مولانا فیض احمد اویسی صاحب

ناظم مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاج الکرامۃ من تعمیم العمامۃ

فضائلِ عمامہ

از قلم

فیض ملت، محدث وقت، شیخ القرآن، مناظر اسلام

حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی

مدظلہ العالی!

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ الی الخاصہ والعامہ وھدانا الی محبتہ الکریم بالحجۃ التامہ والصلوٰۃ علیٰ حبیبہ خیر خلقہ المظلل بالغمامہ والمنزل لاعانۃ الملائکۃ مسومین بالعمامہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اولی العز والکرامہ

دورِ دنیا آخری چکر میں ہے۔ لیکن انسان نشۂ غفلت میں چکنا چور ہے۔ حالانکہ تھوڑی دیر کے لئے غور وفکر کرنے پر یقین ہو جاتا ہے کہ اس فانی جہاں سے لازماً کوچ کرنا ہے اور ایسے ملک میں جانا ہے جہاں سے واپس لوٹنے کی تمام اُمیدیں منقطع ہو گئی ہیں پھر یہ عقیدہ ہر مسلمان کے دل میں راسخ ہے کہ مرنے کے بعد اعمال کام آئیں گے اور سب سے بڑا نیک عمل "شہادت فی سبیل اللہ" ہے لیکن شہادت کہاں ہے اور کیسے یہ ایک سخت مشکل امر ہے لیکن ہمارے شفیق نبی علیہ السلام نے خوش خبری سنائی ہے وہ یہ کہ جو کسی سنتِ نبوی کو زندہ کرے اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

آج کل پگڑی باندھنے کی سنّت مردہ ہو چکی ہے اسے زندہ کرنے سے سو شہیدوں کا اجر و ثواب نصیب ہوتا ہے۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ خود پگڑی باندھیں اور اپنے حلقۂ اثر میں سختی سے پابندی کرائیں۔

فقیر اپنے دور کے علماء مقتدر مفتیین، مدرسین، واعظین و مشائخ طریقت، سجادہ نشینوں اور عوام سے اپیل کرتا ہے کہ خدارا نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کریں اور اپنے ماتحتوں سے عمل کرائیں تاکہ ہر سنت تا قیامت زندہ و تابندہ ہو۔ اس سے قیامت میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قرب نصیب ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

فقیر اُویسی غفرلہٗ بہاول پور۔ پاکستان، ۶۔ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

استفتاء

بخدمتِ اقدس حضرت مولنا مفتی محمد فیض احمد اُویسی قادری شیخ التفسیر والحدیث

دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

السّلام علیکم: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت والجماعت اس مسئلہ میں کیا بغیر عمامہ (پگڑی) یا ٹوپی کے ساتھ یا ٹوپی پر رومال باندھ کر امام نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں اور جو امام مسجد قصداً بغیر عمامہ ٹوپی کے ساتھ امامت کرے اُس کی اقتدا میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں اور ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھانا خلاف سنت مطہرہ ہے یا نہیں تمام باتوں کا کتاب و سنت اور کتب حنفیہ کی روشنی میں جواب مرحمت فرما کر عند اللہ ثواب حاصل فرماویں۔

فقط والسّلام

سائل تاج محمد صدیقی قادری یکہ توت پشاور

۱۷ شوال ۱۳۹۲ھ

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

ہمارے دور میں ہم چوں من دیگرے نیست کا مرض زوروں پر ہے وہ مسائل شرعیہ جن کے لئے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کبھی اختلاف کا نام نہ لیتے تھے آج وہ توڑ مروڑ کی زد میں ہیں اور ہر شخص مجتہد بن کر اپنی رائے کے مطابق دلائل دیتا ہے اس سے مسئلہ کی حقیقت روپوش ہو کر رہ جاتی ہے اور

متجدد دین کی کارروائی سے سنت مطہرہ نیم بسمل ہو جاتی ہے۔ کسے معلوم نہیں کہ عمامہ (پگڑی) باندھنا حضور پر نور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحد ضروریات دین تک پہنچا ہے اور اس میں کسی مذہب والے کو اختلاف بھی نہیں ہے سوائے ماڈرن مسلم کے کہ جسے مغربیت چھو گئی اور اس کے جادو میں ایسا پھنسا ہے کہ الٹا اس پھنس پھنساؤ کو نہ صرف اپنی نجات سمجھتا ہے بلکہ اس پر نازاں و فرحاں ہے ورنہ اہل علم خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں علمی لحاظ سے سب مانتے ہیں کہ عمامہ پگڑی باندھنا سنت ہے اور صرف ٹوپی کافروں کی وضع ہے چنانچہ مرقات شرح مشکوۃ صفحہ ۴۲۷/۴ میں ہے

لَمْ يَرِدْ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ الْقَلَنْسُوَةَ بِغَيْرِ الْعِمَامَةِ فَيَتَعَيَّنُ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا زِيَّ الْمُشْرِكِيْنَ

یعنی ہرگز مروی نہیں کہ حضور رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے۔

اسی شرح مشکوۃ میں بعد ذکر بعض احادیث فضیلت عمامہ لکھتے ہیں:۔

هٰذَا كُلُّهٗ يَدُلُّ عَلٰى فَضِيْلَةِ الْعِمَامَةِ مُطْلَقًا نَعَمْ مَعَ الْقَلَنْسُوَةِ اَفْضَلُ وَلُبْسُهَا وَحْدَهَا مُخَالِفٌ لِلسُّنَّةِ كَيْفَ وَهِيَ زِيُّ الْكَفَرَةِ وَكَذَا اُنْتُشِرَ عَنْ فِي بَعْضِ الْبُلْدَانِ

ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوتی اگرچہ ٹوپی کے بغیر ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے اور کیونکر نہ ہو کہ کافروں اور بعض بلاد میں اہل بدعت کی وضع ہے اور ٹوپی پر رومال اوڑھنا

اس کے متعلق انشاء اللہ آخر میں عرض کیا جائے گا۔

جب دلائل سے اپنی جگہ ثابت ہے کہ پگڑی (عمامہ) پہننا سنت اور رومال بھی سنت ہے مگر کبھی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں

کے خلاف ننگے سر یا ٹوپی یا رومال وغیرہ ثابت نہیں۔ لیکن ہمارے دور میں یہ مرض عام (روحانی) بعض علماء و پیر کہلوانے والے اور مدعیان شیخیت میں عام ہے اور عوام میں معدوم لیکن وہ عوام جو ان صاحبان سے متعلق ہوتے ہیں ان میں بھی یہ مرض پایا جاتا ہے وہ یہ کہ دعویٰ تو ہے کہ ہم لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتباع کرتے ہیں حالانکہ وہ اتباع دراصل اپنی طبیعت کا ہوتا ہے اور بوجہ علم کے اس کے دلائل احادیث و مسائل فقہیہ کے بعض جزئیات تلاش کر لئے جاتے ہیں مثلاً کسی کو عمدہ غذا کا شوق ہے تو اس نے اپنی تشفی بحال رکھنے کے لئے یہ حدیث پیش کر دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی تو عمدہ غذا تناول فرمائی ہے چنانچہ ایک فارسی نے آپ کو دعوت دی تھی اور عمدہ گوشت پکایا تھا اسی طرح کسی کو عمدہ لباس کا شوق ہے تو اس نے اپنے دعوی پر حدیث پیش کر دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کسی بادشاہ نے ایک جبہ ہدیہ کیا تھا جس کی آستین وغیرہ میں ریشم کی گوٹ تھی اور آپ نے وہ جبہ زیب تن مبارک فرمایا تھا کسی کو رؤسا و امراء کی خوشامد کی عادت ہے اس نے تالیف قلوب کے واقعات سنا دیئے اسی طرح ایک شخص لنگی پہنتا ہے وہ لبس ازار کی حدیث بیان کر دیتا ہے کوئی پاجامہ پہنتا ہے وہ حدیث ازار میں تاویل کرتا ہے اور کون نہیں مانتا کہ وہ مضامین احادیث میں موجود نہیں لیکن عشق مصطفوی اور اتباع نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اس کا نام نہیں کہ اپنے مطلب کے لئے احادیث کے دلائل بیان کر دیئے بلکہ عشق و اتباع کا تقاضا یہ ہے

کہ اپنی حالت پر نگاہ ڈالے کہ کیا واقعی میری یہ حالت حقیقت میں اتباع سنت عشق نبی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی وجہ سے ہے یا صرف سنت و حدیث اور مسئلہ شرعی کو محض آڑ بنا لیا ہے۔

ہمارے دور میں یہ بیماری عام ہے کہ حضرات علماء و مشائخ و مفتیانِ دین
کے مدعیان رہا ستثناء، اتباع تو کرتے ہیں اپنی طبیعت کے تقاضے کا لیکن
طبیعت کو بدل کر سنتِ حبیبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چلنا اور اپنی طبیعت
پر مشقت ڈالنا بالکل نہیں چاہتے بلکہ کوئی کہے تو الٹا گلے پڑتے ہیں اور طرح طرح
کے الزام تراشتے ہیں پھر اپنی تائید میں علم و حفظ کی مدد سے بہت سی احادیث
اور جزئیات فقہ و اقوال سلف چھانٹ کر اپنے دعوی کو ثابت کر کے دکھلاتے ہیں

چنانچہ ہمارے ایک علامہ صاحب کو ہمارے ایک مخلص دوست نے
تخلیہ راز میں پوشیدہ طور عرض کیا کہ آپ ہمارے دور کے ایک بہترین علامہ صاحب
قلم، بڑے مصنف اور خاندانی لحاظ سے اعلیٰ شخصیت کے مالک ہیں فلہذا آپ
سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہی اپنا لباس و خوراک اور
طرز و روش وغیرہ وغیرہ سی فرمائیں تاکہ عوام آپ کی سیرت و صورت سے متاثر ہو کر
اسلامی شعور پیدا کریں وغیرہ وغیرہ۔ اب علامہ صاحب بجائے تلقین و نصیحت
برادرانہ پر عمل کرنے کے ناصح پر تبرّا برسانے اور ایسی گت بنائی کہ اُسے سن
کر بھی شرمائیں یہود، اور نہ صرف دو چار لفظوں میں بلکہ ۹۰ نوّے صفحات کی
کتاب لکھ کر اور سینکڑوں کی تعداد میں عوام تک پہونچائی۔

اس میں شک نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یا شریعت مطفویہ
علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں بعض افعال و اعمال جوازیا مصلحتہ یا ضرورۃً کتب
احادیث میں موجود ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ان پر عمل کرنے
سے متبع سنت یا عاشق شریعت سمجھا جائے بلکہ غور سے دیکھا جائے تو اس جیسا
نفس پرست اور کوئی نہیں ہوگا۔

سوال: اگر کوئی شخص کہے کہ جس نے حدیث شریف پر عمل کیا یا فقہ کی

جزئی کا عامل ہو اسے عامل بالسنۃ نہیں کہا جاسکتا اور وہ قابل ملامت کیوں؟

جواب: اسے ملامت بایں معنے ہے کہ وہ اپنی طبیعت کے تقاضہ پورا
کرنے کے بعد بھی عامل بالسنۃ بننا چاہتا ہے۔ ایسے جیسے کوئی خون لگا کر شہیدوں
میں شامل ہو جانا چاہتا ہے ہم ایسے شخص کو ضرورت کا بندہ تو کہہ سکتے ہیں اور
خواہش نفسانی پر چل کر مؤاخذہ اُخروی سے بچنے والا بھی کہہ سکتے ہیں لیکن عاشق
مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے شرعاً و عرفاً اس طرح سمجھ آتا ہے
مثال کے طور ایک باغ میں پھل بہت قسم کے ہوں اس میں ایک درخت انار
کا بھی ہو اور امرود کا بھی ایک درخت اس میں ہو۔ ایک دو ناشپاتی کے
ہوں مگر باغ کی نسبت اس پھل کی طرف ہو گی جو اس میں زیادہ ہو مثلاً آم کا
ہے تو آم کا باغ کہا جائے گا اگر انگوروں کا ہے تو انگوروں کا باغ مشہور ہوگا
اسی طرح حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مقدسہ اور شریعت
مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بمنزلہ ایک باغ کے ہیں ان میں ہر قسم کے
واقعات اور مسائل ملتے ہیں رخصت کے بھی عزیمت کے بھی ضرورت و اجازت
کے اور قابل عمل بھی لیکن ان کی طرف نسبت اس کی صحیح ہو گی جو ان کی طرف
کثرت سے منسوب ہو ایسے ہی کوئی شخص اپنے منہ میاں مٹھو بن کر عاشق رسول
صلے اللہ علیہ وسلم متبع سنت کہلاتا پھرے کسی کام کا نہیں جب تک کہ وہ
اپنے اندر نبوی عادت و مصطفوی خصلت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام جن
پر کہ آپ نے دوام فرمایا ہو پیدا نہ کرے ایسے ہی اتفاق واقعات و حالات پر
عمل کرنے کا نام نہ اتباع ہے اور نہ عشق ایسے شخص کی شرعی مثال ایسے ہے کہ
سال بھر مال پر قبضہ جمائے رکھے لیکن جب زکوٰۃ کا وقت قریب پہنچے تو اپنا مال
اپنی عورت یا کسی دوسرے کی ملکیت کر دے پھر اُس کے لئے جب سال ختم ہو

کو آئے تو پھر اپنے قبضہ میں لے لے ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی اور نہ ہی اس کو زکوٰۃ دینے پر مواخذہ اور وہ شخص ایسی چالاکی کے بعد بھی کتنا پھرے کہیں متبع شریعت ہوں یا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو پھر ایسی اتباع اور عشق کو حیف۔ اس طرح سے ایک نہیں سینکڑوں مثالیں اور مسائل پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن دانا را اشارہ کافی اور نادان کو دفتر بھی ناوافی۔

اس مختصر تمہید کے بعد حضور نبی پاک شہ لولاک سرور انبیاء محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں جن میں عاشق سنت اور متبع سنت و شریعت کو چیلنج ہے کہ وہ اپنے نبی علیہ السلام سے عشق اور اتباع ہے تو سر پر پگڑی ہو گی ورنہ صرف ٹوپی یا رومال شریف سر کی زینت ہیں تو عشق اور اتباع نہیں بلکہ تقاضائے طبیعت یا جذبہ مصلحت اس میں اگر گناہ یا مواخذہ نہیں تو عشق اور اتباع بھی نہیں (فاعتبروا یا اولی الابصار)

احادیث مبارکہ

١۔ رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

فَرْقُ مَا بَيْنَنَا الْمُشْرِكِيْنَ	ہم میں اور مشرکوں میں فرق ٹوپیوں
اَلْعَمَائِمُ عَلَى الْقَلَانِسِ	پر عمامے ہیں

(رواہ ابو داؤد فی سننہ و ترمذی)

٢۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْعِمَامَةُ عَلَى الْقَلَنْسُوَةِ فَصْلُ	ٹوپی پر عمامہ ہمارا اور مشرکین
مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُشْرِكِيْنَ	ہے ہر پیچ کہ مسلمان اپنے سر پر
يُعْطَى بِكُلِّ كَوْرَةٍ يُدَوِّرُهَا	دے گا اس پر روز قیامت ایک

عَلَى مَا أَسْبَهُ نُوْرًا	نور عطا کیا جائے گا۔

٣۔ مولا علی و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ	عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس۔)

٤۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ فَاِذَا	عمامے عرب کے تاج ہیں جب وہ
وَضَعُوا الْعَمَائِمَ وَضَعُوْا عِزَّهُمْ	عمامہ چھوڑیں تو وہ اپنی عزت
وَفِي لَفْظٍ وَضَعَ اللّٰهُ	اتار دیں گے۔ مسند الفردوس۔

٥۔ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِيْتُوا الْمَسَاجِدَ غَيْرَ	مسجدوں میں حاضر ہو کر سر برہنہ
مُعَصَّبِيْنَ فَاِنَّ الْعَمَائِمَ	رہے اور عمامے باندھے اس لئے کہ
تِيْجَانُ الْمُسْلِمِيْنَ	عمامے مسلمانوں کے تاج ہیں۔
	رواہ ابن عدی

٦۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا	عمامہ باندھو تمہارا حلم بڑھے گا۔

طبرانی معجم کبیر المستدرک و صححہ الحاکم

٧۔ اسامہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔

اِعْتَمُّوا تَزْدَادُوا حِلْمًا وَ الْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ	عمامہ باندھو وقار زیادہ ہوگا اور عمامے عرب کے تاج ہیں۔

(رواہ ابن عدی فی الکامل و البیہقی فی الشعب الایمان و الطبرانی و اشار المناوی الی تقویتہ)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْعَمَائِمُ وَقَارُ الْمُؤْمِنِ وَعِزُّ الْعَرَبِ فَاِذَا وَضَعَتِ الْعَرَبُ عَمَائِمَهَا وَضَعَتْ عِزَّهَا	عمامے مسلمان کے وقار اور عرب کی عزت ہیں۔ تو جب عمامے اتار دیں تو اپنی عزت اتار دیں گے۔

(رواہ الدیلمی عن عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ)

۹۔ رکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَزَالُ اُمَّتِیْ عَلَی الْفِطْرَةِ مَا لَبِسُوا الْعَمَائِمَ عَلَی الْقَلَانِسِ	میری امت ہمیشہ دین حق پر رہے گی جب تک وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے۔

۱۰۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّنِیْ یَوْمَ بَدْرٍ وَّ حُنَیْنٍ بِمَلٰٓئِکَةٍ یَّعْتَمُّوْنَ هٰذِهِ الْعِمَّةَ اِنَّ الْعِمَامَةَ حَاجِزَةٌ بَیْنَ الْکُفْرِ وَالْاِیْمَانِ	بے شک اللہ عزوجل نے بدر و حنین کے دن ایسے ملائکہ سے میری مدد فرمائی جو اس طرز کا عمامہ باندھتے ہیں بے شک عمامہ کفر اور ایمان میں فارق ہے۔

(رواہ ابن ابی شیبہ و ابوداؤد الطیالسی و ابن المنیع و البیہقی)

۱۱۔ عبد الاعلی ابن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

هٰکَذَا فَاعْتَمُّوْا فَاِنَّ الْعِمَامَةَ سِيْمَاءُ الْاِسْلَامِ وَهِیَ حَاجِزَةٌ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُشْرِکِیْنَ	اسی طرح باندھو عمامے کہ عمامہ اسلام کی نشانی ہے اور وہ مسلمانوں اور مشرکوں میں فارق ہے۔ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس)

۱۲۔ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔

هٰکَذَا تَکُوْنُ تِیْجَانُ الْمَلٰٓئِکَةِ (رواہ ابن شاذان)	فرشتوں کے تاج ایسے ہی ہوتے ہیں۔

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَکْرَمَ هٰذِهِ الْاُمَّةَ بِالْعَصَائِبِ	بے شک اللہ عزوجل نے اس امت کو عماموں کے مکرم فرمایا۔

(رواہ ابو عبد اللہ محمد ابن وضاح فی فضل لباس العمائم عن خالد بن معدان مرسلاً)

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَلَیْکُمْ بِالْعَمَائِمِ فَاِنَّهَا سِیْمَاءُ الْمَلٰٓئِکَةِ وَاَرْخُوْا لَهَا خَلْفَ ظُهُوْرِکُمْ	عمامے اختیار کرو کہ وہ فرشتوں کے شعار ہیں اور ان کے شملے اپنے پس و پشت چھوڑو۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن عبد اللہ ابن عمر و البیہقی عن عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ۔

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اِعْتَمُّوْا خَالِفُوْا عَلَى الْاُمَمِ قَبْلَكُمْ (رواہ البیہقی)

عمامے باندھو اگلی امتوں یعنی یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرو وہ عمامے نہیں باندھتے۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَصْحَابِ الْعَمَائِمِ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں جمعہ کے دن عمامے والوں پر۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

۱۶۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلصَّلٰوۃُ فِی الْعِمَامَۃِ تَعْدِلُ بِعَشْرَۃِ اٰلَافِ حَسَنَۃٍ

عمامے کے ساتھ نماز دس ہزار نیکی کے برابر ہے۔ (رواہ الدیلمی)

۱۷۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

اَلْعَمَائِمُ تِیْجَانُ الْعَرَبِ فَاعْتَمُّوْا تَزْدَادُوْا حِلْمًا وَمَنْ اعْتَمَّ فَلَہٗ بِکُلِّ کَوْرٍ حَسَنَۃٌ فَاِذَا حَطَّ فَلَہٗ بِکُلِّ حَطَّۃٍ حَطَّہَا خَطِیْئَۃٌ

عمامے عرب کے تاج ہیں تو عمامے باندھو تمہارا وقار بڑھے گا اور جو عمامہ باندھے اس کے لئے ہر پیچ پر ایک نیکی اور جب بلا ضرورت یا ترک قصد پر اتارے تو ہر اتارنے پر ایک خطا ہے یا جب بلا ضرورت بلا قصد ترک

بلکہ بارادہ معاودت اتارے تو ہر پیچ اتارنے پر ایک گناہ اترے۔

۱۸۔ جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

رَکْعَتَانِ بِعِمَامَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ سَبْعِیْنَ رَکْعَۃً بِلَا عِمَامَۃٍ (رواہ الدیلمی و ابن عساکر)

عمامے کے ساتھ دو رکعتیں بے عمامے کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

۱۹۔ عن میمون بن مہران قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فَحَدَّثَنِیْ عَلِیًّا ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ یَا اَبَا اَیُّوْبَ اَلَا اُخْبِرُکَ تُحِبُّہٗ وَتَحْمِلُہٗ عَنِّیْ وَتُحَدِّثُ بِہٖ قُلْتُ بَلٰی قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما وَھُوَ یَتَعَمَّمُ فَلَمَّا فَرَغَ الْتَفَتَ فَقَالَ اَتُحِبُّ الْعِمَامَۃَ قلت بلٰی اُحِبُّہا

یعنی سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں میں اپنے والد ماجد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حضور حاضر ہوا اور وہ عمامے باندھ رہے تھے۔ جب باندھ چکے میری طرف التفات کر کے فرمایا تم عمامہ کو دوست رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی کیوں نہیں، فرمایا دوست رکھو عزت پاؤ گے اور جب شیطان تمہیں دیکھے گا تم سے پیٹھ پھیرے گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تکرم ولا یراک الشیطان الادنی سمعت رسول الله علیه وسلم یقول صلاة تطوع او فریضة بعمامة تعدل خمسا وعشرین صلاة بلا عمامة وجمعة بعمامة تعدل سبعین جمعة بلا عمامة ای بنی اعتم فان الملئکة یشهدون یوم الجمعة معتمین فیصلون علی اهل العمائم حتی تغیب الشمس

کو فرماتے سنا کہ عمامہ کے ساتھ ایک نماز نفل خواہ فرض بے عمامہ کی پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ کے ساتھ ایک جمعہ اور بے عمامہ کے ستر جمعوں کے برابر ہے۔ پھر ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے فرزند عمامہ باندھ کر فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھے آتے ہیں اور سورج ڈوبنے تک عمامہ والوں پر سلام بھیجتے رہتے ہیں۔ رواہ ابن عساکر والدیلمی وابن النجار ان کے علاوہ اور بھی بہت احادیث مبارکہ ہیں

جنہیں فقیر نے "تاج الکرامہ" [illegible] بحوالہ "لمعات [illegible]" اور یہ احادیث مبارکہ فقیر نے، مرقات۔ شرح مشکوٰۃ ص ۲۴۳ جلد چہارم اور صاحب مرقات رحمۃ اللہ تعالیٰ کے رسالہ "المقامۃ الغدیہ فی العمامۃ والعذبۃ"، قلمی اور فتاویٰ رضویہ شریف جلد ۲۲ [illegible] میں ہے۔

ازالۂ وہم بعض قلیل المطالعہ لیکن محبّب مقتب رخب اللسان عوام کی نظر میں علماء اور حقیقت بین نظروں میں جہلاء اس قسم کی [illegible] کہہ دیتے ہیں کہ یہ احادیث ضعیف موضوع مجروح ہیں وغیرہ وغیرہ اس کے متعلق جوابات حاضر ہیں

۱۔ عمامہ شریف کی احادیث مختلف طریق کے لحاظ متواتر المعنیٰ کا معنی درجہ رکھتی ہیں۔ چنانچہ حضرت علی بن سلطان محمد القاری الحنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اپنے رسالہ "المقامۃ الغدیۃ" (قلمی) میں لکھتے ہیں۔

انه ثبت بالاخبار والآثار انه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم تعمم بالعمامة مما کاد ان یکون متواترا فی المعنی۔

آثار واخبار سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دائمی طور پر عمامہ مبارک استعمال فرماتے اور یہ ثبوت (رو باصطلاح فن حدیث) متواتر المعنیٰ کے طور حاصل ہوا ہے۔

جب عمامہ شریف کی سنت تواتر سے ثابت ہے تو اس کا انکار کس درجہ اشد واکبر ہوگا۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام نے عمامہ شریف کے استخفاف اور استحقار کو کفر لکھا ہے چنانچہ خاتم الفقہاء والمفتیین حضرت علامہ سید زین العابدین رد المحتار اور نہر الفائق علی بحر الرائق وجیز کردری سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

لو لم یر السنه حقا کفر لانه استخفاف

اگر کوئی عمامہ شریف کی سنیت کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اس لئے کہ عمامہ شریف کی سنیت استخفاف واستحقار کفر ہے۔

۱۔ عمامہ تو عمامہ سبحان اللہ ارسال عذبہ یعنی شملہ چھوڑنا جو کہ عمامہ کی فرع اور سنت غیر مؤکدہ ہے اس کے متعلق علماء کرام نے فرمایا کہ اس کے ساتھ استہزاء بھی کفر ہے۔ کما نص علیه الفقهاء الکرام وامروا بترکه حیث یستهزی به الحرام کیلا یقعوا فی الهلاک بسوء الکلام

۲۔ اگرچہ ان میں روایات ضعیفہ بھی ہیں لیکن طرق متعددہ کی وجہ سے مرتبہ حسن

بلکہ صحیح کے درجہ میں پہنچی ہیں۔ چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے المقامۃ الحنفیہ قلمی میں لکھا ہے کہ:۔
وکذا ورد تحریضہ علیہ السلام علی التعمیم فی احادیث کثیرۃ ولو من طریق ضعیف یحصل من مجموعھا قوۃ ترقیھا الی مرتبۃ الحسن بل الصحۃ۔

۲۔ اور وہ سب روایات ضعیف بھی نہیں بلکہ ان میں بکثرت سنداً صحیح بھی ہیں مثلاً ہم نے جو حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اوپر لکھی ہے۔ صحیح ہے کیونکہ اس کی سند میں نہ کوئی وضاع ہے اور نہ متہم بالوضع نہ کوئی کذاب اور نہ متہم بالکذب نہ اس میں عقل یا نقل کی مخالفت علاوہ ازیں خاتم الحفاظ امام جلال الملۃ والدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جامع صغیر میں ذکر فرمایا اور وہ اپنی اس کتاب کے خطبہ میں لکھتے ہیں :۔

ترکت القشر واخذت اللباب وصنتہ عما تفرد بہ وضاع اوکذاب	یعنی میں نے اس کتاب میں پوست چھوڑ کر خالص مغز لیا ہے اور اسے ہر ایسی حدیث سے بچایا ہے جسے تنہا کسی وضاع یا کذاب نے روایت کیا ہے۔

۴۔ دور سابق میں بعض نے صرف پگڑی اتار کر چھوٹا سا کپڑا سر پر باندھا تو فقہاء کرام کے ہدف ملامت ٹھہرے چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المقامۃ الحنفیہ میں لکھتے ہیں کہ واما ما احدثہ فقہاء زماننا من انھم یاتون المسجد بعمامۃ کبیرۃ یضعونھا ویلفون بلفافۃ صغیرۃ ویصلون بغیر عمامۃ فمکروہ غایۃ کراھتہ۔

۵۔ بلکہ بعض یمنی مشائخ نے صرف ٹوپی کی عادت بنائی تو بھی فقہاء کی ملامت سے نہ بچ سکے چنانچہ یہی ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات صـ۲۷۴ج۴ میں لکھتے ہیں۔ لکن صار

شعارا لبعض مشائخ الیمن واللہ اعلم بمقاصدھم ونیاتھم

فائدہ جب واضح ہو گیا کہ پگڑی باندھنا حضور نبی اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور ٹوپی مشرکین اور کفار کی وضع اور بعض ٹوپیاں فساق اور مبتدعین کا شعار مثلاً لوگ گاندھی اور نہرو اور دیگر ہندو وغیرہ مشرکین کفار کی سی ٹوپیاں پہنتے ہیں اور ایسا فعل مکروہ ہے جیسے علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔ فالمسلمون یلبسون القلنسوۃ وفوقھا العمامۃ اما لبس القلنسوۃ وحدھا فزی المشرکین فالعمامۃ سنۃ

مسلمان ٹوپیاں پہن کر اوپر سے عمامے باندھتے ہیں تنہا ٹوپی کافروں کی وضع ہے تو عمامہ سنت ہے اور جو فعل حضور نبی اکرم کی سنت مواظبہ کا خلاف یقیناً مکروہ ہے چنانچہ علامہ ابن نجیم رحمۃ اللہ تعالیٰ بحر الرائق صـ۲۴ ج ۳ میں لکھتے ہیں۔

ان السنۃ اذا کانت مؤکدۃ قویۃ لا یبعد ان یکون ترکھا کراھۃ تحریم	بے شک وہ فعل سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک مکروہ تحریمی ہے

جس زمانہ میں سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو امت یک لخت ترک کر دے اس سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرتا ہو تو شہیدوں کا ثواب ہے۔ اب دیکھئے عوام کے علاوہ اکثر علماء و مشائخ کے سروں سے پگڑی اتر چکی ہے بجائے اس کے کہ علماء و مشائخ کو ہمارے ساتھ مل کر پگڑی کی اہمیت بیان کریں۔ سختی سے اس عمل کے کاربند نہیں نہ کر الٹا سنت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کو موقعہ دیں کہ اتنا تب ہی تو وہ کہیں گے جب علماء و مشائخ کے سروں پر پگڑی نہیں کیا ضروری ہے کہ اتنا تکلیف گوارہ کریں۔ اسی طرح سے پگڑی باندھنے کی سنت کی اہمیت یکسر ذہنوں سے نہ صرف اتر جائے گی بلکہ دور حاضر کا ماڈرن مسلم اپنی تائید پیش کرے گا کہ علماء و مشائخ عمل نہیں کرتے اس طرح سے سنت زندہ کرنے کے بجائے اس اہمیت کو سخت دھکا لگے گا۔ جس عمل کے ساتھ کسی غیر مذہب والے کے ساتھ تشابہ لازم آتا ہو تو اسی عمل

سے بچنے کے لئے شدید تاکیدیں واقع ہوتی ہیں مثلاً نماز میں منہ اور ناک بند رکھنا مکروہ ہے اس لئے کہ اس طرح سے مجوسیوں سے مشابہت ہوتی ہے کیونکہ وہ آگ کی پرستش کے وقت اس کے دھوئیں سے بچنے کے لئے منہ اور ناک بند رکھتے ہیں۔ اب ہمیں اس فعل سے روکا گیا۔ اسی طرح کمر میں کپڑا باندھنا مکروہ ہے اسی طرح امام کا طاق میں کھڑا ہونا مکروہ ہے کہ ان میں اہل کتاب سے تشابہ ہوتا ہے۔ جب اہل اسلام کو غیر مسلموں کے شعار سے تشابہ سے روکا گیا۔ پگڑی نہ باندھنا اور سر پر ٹوپی وغیرہ متبدعین کا شعار نہیں ہے تو پھر اہل اسلام کیوں غیروں کو خوش کرتے ہیں اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کے رسالہ صاحب الهدایة عن مسلک اعلیحضرت کا مطالعہ کیجئے۔

تتمہ عاشق نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محب شریعت کے لئے مذکورہ بالا تحریر سے ثابت ہوا کہ پگڑی باندھنا اور اس کے نیچے ٹوپی استعمال کرنا سچے عاشق اور صحیح اتباع کی علامت ہے۔

مسئلہ: نماز میں عمامہ کا استعمال نماز کے مستحبات سے ہے جس کے ترک سے نماز میں خلل تو درکنار کراہت بھی نہیں کیونکہ یہ سنن زوائد سے ہے اور اصول فقہ کے قاعدہ کی بناء پر سنن زوائد کا حکم مستحبات کا ہے چنانچہ درمختار میں ہے۔

لہا آداب ترکہ لا یوجب اساءة ولا عتابا کترک سنة الزوائد لکن فعله افضل

نماز کے مستحبات بھی ہیں ان میں کسی ایک کے ترک سے نہ گناہ ہوتا ہے اور نہ عتاب جیسے سنن زوائد کا ترک لیکن افضل ہے الا پر عمل کرنا۔

ردالمحتار (شامی) میں ہے۔

السنة نوعان سنة الهدى

یعنے سنت دو قسم ہے (۱) سنة

وترکها یوجب اساءة وکراهة کالجماعة والاذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وترکها لا یوجب ذالک کسیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لباسه والنفل ومنه المندوب یثاب فاعله ولا یسیئ تارکه الخ

الہدی جس کا ترک گناہ اور مکروہ ہے جیسے نماز باجماعت اور اذان و اقامت وغیرہ (۲) سنت زوائد ان کا نہ گناہ ہے اور نہ مکروہ جیسے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ لباس وغیرہ میں اسی طرح نوافل اور مندوب کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کے عامل کو ثواب ملتا ہے لیکن ترک پر گناہ نہیں۔

مسئلہ: رومال اگر ایسا بڑا ہو کہ اتنے پیچ آسکیں کہ سر کو چھپالیں تو وہ عمامہ کے حکم میں ہے اگر چھوٹا ہو کہ جس سے صرف دو ایک پیچ آسکیں تو لپیٹنا مکروہ ہے جیسا کہ ملا علی القاری رحمہ اللہ الباری کی عبارت المقامة الغدیریہ (قلمی) ابھی گذری اور حدیث شریف بھی بیان ہوئی کہ " فرق ما بیننا وبین المشرکین انما حد على القلانس" یعنے ہم میں اور مشرکوں میں ایک فرق یہ ہے کہ ہمارے عمامے ٹوپیوں پر ہوتے ہیں اور حضرت سیدی شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

ان تعمیم المشرکی العرب ثابت معلوم فالمعنی انا نجعل العمائم على القلانس وهم يتعمون بدونها

یعنے مشرکین عرب کا پگڑی باندھنا معلوم ہے معنے یہ ہوا کہ ہم پگڑیاں ٹوپیوں پر پہنتے ہیں وہ پگڑیاں ٹوپیوں کے بغیر پہنتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ بڑے رومال کے نیچے ٹوپی ہو تو نماز جائز ہے ورنہ مکروہ۔ خالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا پڑھانا خلاف سنت ہے لیکن سابقاً معلوم ہوا

کہ پگڑی تا سنن زوائد سے ہے اس کے ترک سے نماز میں خلل نہیں آتا اور
نہ ہی کراہت۔ لیکن خلاف اولیٰ ضرور ہے۔

عقلی دلیل : امام صاحب قوم کے نمائندہ ہوتے ہیں۔ مقتدیوں کے آگے آگے بارگاہ حق میں حاضری دینے والے۔ اگر وہ ایسی ہیئت میں جائیں کہ جس سے دربار نفرت کرے تو ایسا نہ جانا اچھا۔ کچہریوں میں دفتروں میں درباروں میں جانے کے لئے ہمارے دور میں جن لباسوں سے نفرت کی جاتی ہے ایسے لباس پہن کر وکلاء، اُمراء، درباری لوگ نہیں جاتے۔ بلکہ ایسے ویسے لباس والے کو ساتھ لے جانے سے بھی گھبراتے ہیں مگر افسوس ہے ہمارے ائمہ پر کہ دربار حق میں حاضر ہوتے ہیں نمائندہ بنکر لیکن اس لباس میں نہیں جاتے جو اُن کے آقا کو محبوب ہے یعنے اُس کے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب لباس۔ ہاں ائمہ و علماء و حفاظ نیز مشائخ نے جواز کی راہ ڈھونڈ لی اور چلے گئے ایسے لباس میں جس سے اُن کے آقا کو نفرت ہے یعنے اس کے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالفین انگریز، ہندو اور یہود کے لباس میں اگر وہ آقا کریم نہ ہوتا تو جیسے ہمارے دور میں اعلیٰ افسروں کے سامنے ان کے مطلوب لباس میں اگر نہ جانے والوں کو دھتکارا جاتا ہے وہاں بھی ایسے ہی ہوتا لیکن یہ صدقہ ہے امام الانبیاء و المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ انہوں نے کئی راتیں آنکھ بیدار کاٹ کر کھڑے کھڑے گذار دی رب العالمین اُن کی اُمت کے ساتھ رحمت سے پیش آئے۔ چنانچہ وہاں سے وعدہ ہو گیا کہ اس کے دربار میں جس رنگ میں جائیں تو ان کے لئے رکاوٹ نہیں۔ اب اس کا معنے یہ نہیں کہ ہم اس کے دربار میں عامی بن کر جائیں بلکہ اس شان میں حاضری دیں کہ وہ دیکھتے ہی ہمیں اپنی رحمت میں ڈھانپ لے اور اس کی یہی صورت ہے کہ جس صورت میں اس کے پیارے حبیب کریم رؤف و رحیم علیہ ازکیٰ الصلوات و انمی التسلیمات نے حکم فرمایا ہے ورنہ صرف جواز کو دیکھا جائے تو ننگے سر بھی بہ نیت عجز و انکسار نماز جائز ہے جس کی تفصیل فقیر نے رسالہ "ننگے سر نماز" میں عرض کر دی ہے۔

اضافہ بعد استفاضہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک اور اس کی تفصیل

آخر میں فقیر اپنے پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے عمامہ مبارک کے متعلق تفصیل عرض کرتا ہے تاکہ سنت نبوی کے عامل کو اس پاک سنت کے عمل میں آسانی ہو۔

عمامہ کا رنگ سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عمامہ باندھنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہو جس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک اکثر اوقات سفید ہوتی تھی بعض نے کہا کہ جنگ اور غزوہ کے اوقات آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا۔ بعض نے کہا کہ خود کے سبب سے جس کو آپ جنگ میں پہنے ہوتے تھے دستار کا رنگ میلا اور سیاہ ہو جاتا تھا ورنہ وہ دستار سفید ہوتی تھی مگر ثابت یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی آپ نے سیاہ رنگ کی دستار پہنی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پہننے کی دستار سات یا آٹھ ہاتھ بیان کی گئی ہے پانچوں نمازوں کے وقت دستار بارہ ہاتھ اور عید اور جمعہ کے روز کی چودہ ۱۴ ہاتھ اور جنگ و جدل کے وقت کی دستار پندرہ ہاتھ۔

علماء متاخرین نے تجویز کیا ہے سلطان، قاضی، فقیہہ، مشائخ اور نمازی کو وقار، تمکین اور شان قائم رکھنے کے لئے اکیس گز تک لمبی دستار باندھنی جائز ہے اور دستار کی مسنون صورت یہ ہے کہ وہ نہ بہت زیادہ چوڑی نہ ہو اور دستار کا عرض آدھ ہاتھ ہونا چاہیئے [illegible] یہ کسی قدر کم و بیش ہو تو کوئی حرج نہیں، اور اس کی لمبائی [illegible] ہاتھ ہو اس گز کے حساب سے جو ۲۴ انگل کا ہوتا ہے [illegible] سنت یہ ہے کہ [illegible] باندھتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے [illegible] اور جب پیچ کھولنے پیچ پیچ کر کے کھولے یکبارگی اتار نہ ڈالے جیسے [illegible] میں پیچ پر پیچ باندھا گیا تو [illegible] لینے میں بھی یہی ترکیب چاہیئے دستار

باندھ چکنے کے بعد آئینہ یا پانی یا کسی اور عکس دار چیز میں دیکھ کر اس کو درست
کرے اور شملہ رکھ کر باندھے شملہ میں اختلاف ہے اکثر اوقات آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس پشت ہوتا ہے اور کبھی کبھی داہنے ہاتھ کی طرف اور
بائیں طرف شملہ رکھنا غیر مسنون ہے اور شملہ کی کم از کم لمبائی چار انگل ہے اور
زیادہ ایک ہاتھ پیٹھ سے زیادہ لمبا کرنا غیر مسنون ہے اور شملہ کو وقت نماز
سے مخصوص سمجھنا بھی سنت نہیں شملہ لٹکانا مستحب ہے اور زوائد سنتوں میں
سے ہے جس کے ترک کرنے میں کوئی گناہ نہیں اگرچہ اس کے کرنے میں ثواب
اور فضیلت بہت ہے اور روزہ میں لکھا ہے۔

اِرْسَالُ ذَنَبِ الْعِمَامَةِ بَيْنَ الْكَتِفَيْنِ مَنْدُوْبٌ

یعنی دونوں کے کاندھوں کے درمیان شملہ لٹکانا مستحب ہے

حدیث پاک میں آیا ہے۔

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَمَّمَ قَاعِدًا اَوْ تَسَرْوَلَ قَائِمًا ابْتَلَاهُ اللّٰهُ

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیٹھ کر عمامہ باندھے یا کھڑے ہو کر پاجامہ پہنے اللہ تعالےٰ اس کو ایسی بلا میں مبتلا کرے گا جس کا دفعیہ نہ ہو سکے گا اور اگر عذر ہو تو جائز

اور بعض معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ کوئی آدمی اپنے آپ کو اکثر اوقات
سیاہ سبز لباس میں مشہور نہ کرے یہ مکروہ ہے اور ممنوع ہے چنانچہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول خدا کا ارشاد ہے۔

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

یعنی جس شخص نے دنیا میں شہرت کا کپڑا پہنا اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا کپڑا پہنائے گا۔

اور اگر کبھی کبھی ایسا ہو تو منع نہیں اور سب سے اچھا لباس سفید ہے

اور ایسی دستار یا جامہ اور پیرہن اور چادر کے ساتھ بادشاہوں یا امیروں
کے گھر نہ جائے جو سیاہ یا سبز ہوں کیونکہ یہ ممنوع ہے۔

ٹوپی کے احکام ٹوپی دو قسم کی ہوتی ہے لاطیہ دوسری ناشزہ۔ لاطیہ اسے کہتے ہیں جو سر
سے ملی ہو اور رسول خدا نے اس کو سر پر رکھا اور ناشزہ وہ ہے جو سر سے ملی ہوئی
نہ ہو بلکہ اوپر کو اٹھی ہوئی ہو اور اس کو رسول خدا نے بہت کم پہنا ہے اور
بعض مشائخ اس کو پہنتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی لاطیہ بھی جو
آپ عمامہ کے نیچے پہنتے تھے اور کبھی لاطیہ کے بغیر بھی عمامہ باندھ لیتے تھے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمامہ کی شکل گنبد نما ہوتی تھی چنانچہ علماء
شرفاء عرب اسی طریقے سے عمامہ باندھتے تھے۔

مسئلہ پس پشت پر شملہ لٹکانا مستحب سنت مؤکدہ نہیں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بھی دستار کا شملہ لٹکاتے تھے اور کبھی نہیں فقہا کے پاس شملہ کے
بلکانے کے متعلق قیاسی دلیلیں بہت ہیں وہ شملہ لٹکانا سنت مؤکدہ سمجھتے ہیں
بعض بائیں طرف لٹکانا مستحب سمجھتے ہیں مگر اس کی سند قوی اور معتبر نہیں گئی
اس بارہ میں بعض نے دلیلیں لکھی ہیں اور علماء متاخرین جہال زمانے کے طعن و
تشنیع و تمسخر کے وجہ سے پانچوں نمازوں کے سوا اور کسی وقت شملہ لٹکانا لازم
نہیں سمجھتے اور فتاویٰ حجت و جامع لکھا ہے۔

تَرْكُ الذَّنَبِ ذَنْبٌ وَرَكْعَتَانِ مَعَ الذَّنَبِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِغَيْرِ ذَنَبٍ وَالذَّنَبُ سِتَّةُ اَنْوَاعٍ لِلْقَاضِيْ خَمْسٌ ثَلٰثُوْنَ اِصْبَعًا لِلْخَطِيْبِ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِصْبَعًا وَلِلْعَالِمِ سَبْعًا وَعِشْرُوْنَ

یعنی شملہ نہ چھوڑنا گناہ ہے اور شملہ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھنا بلا شملہ ستر رکعتین سے افضل ہے اور شملہ چھ قسم ہے قاضی کے لئے پینتیس انگل کا شملہ اور خطبہ خوان کے لئے اکیس انگل کا اور عالم کے لئے ستائیس انگل کا اور طالبعلم کے لئے سترہ انگل کا اور

اِصبَعَادُ لِلْمُتَكَلِّمِ سَبْعَ عَشَرَ
اِصْبَعَادُ لِلصُّوْفِی سَبْعَ اَصَابِعَ
وَلِلْعَامِی اَرْبَعُ اَصَابِعُ

صوفی کے لئے سات انگل کا اور
عام آدمیوں کے لئے صرف چار
انگل کا دستار کو بیٹھ کر نہ باندھے

اور پاجامہ کھڑے ہو کر نہ پہنے چنانچہ علماء اور شرفاء عرب اسی طریق سے عمامہ باندھتے ہیں۔

مسائل:- عمامہ باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز میں کہ جو نماز کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے عمامہ کے متعلق چند حدیثیں اوپر ذکر کی جا چکی ہیں۔

مسئلہ:- عمامہ باندھے تو اس کا شملہ پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے شملہ کتنا ہونا چاہئے اس میں اختلاف ہے زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ بیٹھنے میں نہ دبے (عالمگیری)

بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنت کے خلاف ہے اور بعض شملہ کو اوپر لاکر عمامہ میں گھرس دیتے ہیں یہ بھی نہ ہونا چاہیئے خصوصاً حالتِ نماز میں ایسا ہے تو نماز مکروہ ہوگی۔

مسئلہ: عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اُسے اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اُسی طرح اُدھیڑا جائے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: ٹوپی پہننا خود حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے (عالمگیری)

مگر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم عمامہ بھی باندھتے تھے یعنی عمامہ کے نیچے ٹوپی ہوتی اور یہ فرمایا کہ ہم میں اور ان میں فرق ٹوپی پر عمامہ باندھنا ہے یعنی ہم دونوں چیزیں رکھتے ہیں اور وہ صرف عمامہ ہی باندھتے ہیں اُس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے چنانچہ یہاں کے کفار بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اُس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے بعض نے حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کا طریقہ ہے مگر یہ قول صحیح نہیں کیونکہ مشرکین عرب بھی عمامہ باندھا کرتے تھے۔

مفسرِ قرآن فیضِ ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ کی تصانیف
معراج مصطفٰے
تاریخ محبوب مدینہ
شہد سے میٹھا نام محمد
تفسیرِ اویسی
ذکرِ اویس
ذکرِ سیرانی
انگوٹھے چومنے کا ثبوت
حاضر وناظر کا ثبوت
نمازِ جنازہ کے بعد دعا کا ثبوت
اذان بر قبر
کفنی لکھنا
وہابی دیوبندی کی نشانی
تبلیغی جماعت کے کارنامے
تبلیغی جماعت کا شناختی کارڈ
دیوبندی بریلوی فرق
بڑھیا کا بیڑا
خطبۂ اویسیہ
شیعہ کا متعہ
آئینۂ شیعہ نما
شرح حدائق بخشش
علمِ رسول
ندائے یارسول اللہ
نعلین مبارک کے فضائل
مدحت رسول ﷺ
مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور